قربانی کا ذکر اور عمل

رضی محمد ولی ○

قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ مہذب انسانی تاریخ۔ انسانوں نے اپنے معبودوں کے لیے ہر قسم کی قربانیاں دیں یہاں تک کہ اپنی جان کی بھی۔ اس کی مثالیں تاریخ کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ ایک مثال قدیم مصر میں دریائے نیل کے خشک ہونے پر کنواری لڑکی کو دلہن بنا کر قربان کیے جانے کی ہے۔ جس کو حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ان کے ایک خط نے ختم کیا۔

قرآن حکیم کے مطابق کسی حلال جانور کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کرنا حضرت آدمؑ ہی کے زمانے میں شروع ہوا۔ قرآن مجید کے مطابق پہلے انبیاؑ کے دور میں قربانی کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی پہچان یہ تھی کہ جس قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے تو ایک آگ آسمان سے آتی اور اس کو جلا دیتی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مقیم یہودیوں کو ایمان لانے کی دعوت دی تو سورۂ آل عمران کی آیت ۱۸۳ میں بیان فرمایا کہ انھوں نے کہا: ''یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ طے کرلیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھالے''، حالانکہ یہ یہود کی انتہائی غلط بیانی تھی۔

اُمت محمدیہؐ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص انعام ہے کہ قربانی کا گوشت ان کے لیے حلال کر دیا گیا لیکن ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرما دی کہ قربانی کا مقصد اور اس کا فلسفہ گوشت کھانا نہیں بلکہ ایک حکمِ شرعی کی تعمیل اور سنتِ ابراہیمیؑ پر عمل کرتے ہوئے ایک جانور کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا ہے۔ چنانچہ واضح الفاظ میں فرمایا کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی

○ سعودی عرب

مِنۡكُمۡ ؕ (الحج ۲۲:۳۷)''اللہ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے بلکہ تمھارا تقویٰ پہنچتا ہے''۔

● **انسانی تاریخ کی پہلی قربانی:** انسانی تاریخ کی پہلی قربانی حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی ہے۔قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَـقِّ ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ ؕ (المائدہ ۵:۲۷)اور ذرا انھیں آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم و کاست سنا دو ۔ جب اُن دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی، اور دوسرے کی نہ کی گئی ۔

● **قربانی کی فضیلت:** قرآن مجید میں قربانی کے لیے تین لفظ آئے ہیں۔ایک نُسُك، دوسرا نحر اور تیسرا قربانی۔

○ نُسُكٌ: یہ لفظ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔کہیں عبادت، کہیں اطاعت اور کہیں قربانی کے لیے جیسے سورہ حج کی آیت ۳۴ میں فرمایا: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا ''اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کر دی ہے''۔ یہاں یہ لفظ جانور کی قربانی کے لیے ہی آ رہا ہے کیونکہ اس کے فوراً بعد مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ کا لفظ ہے، یعنی ان چوپایوں پر اللہ کا نام لے کر قربانی کریں جو اللہ نے ان کو عطا کیے۔

○ **نحر:** دوسرا لفظ قربانی کے لیے قران مجید میں نَحر کا آیا ہے جو سورۃ الکوثر میں ہے، یعنی ''پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں''۔

○ **قربانی:** تیسرا لفظ قربانی قرآن مجید میں سورۂ مائدہ کی ۲۷ویں آیت میں آیا ہے جہاں حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں ہابیل اور قابیل کے واقعہ کا ذکر ہے کہ'' آپ ان لوگوں کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ سنایئے کہ جب دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی''۔

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ قربانی ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے، چاہے وہ جانور ذبح کر کے ہو یا صدقہ وخیرات کر کے۔

تاہم، عرف عام میں قربانی کا لفظ جانور کی قربانی کے لیے بولا جاتا ہے۔

سورۂ حج کی آیت ۳۴ میں ہے: ''اور ہم نے ہر اُمت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں عطا فرمائے ہیں، لہٰذا تمھارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، چنانچہ اُسی کی فرماں برداری کرو، اور خوش خبری سنا دو اُن لوگوں کو جن کے دل اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں''۔

سورۂ حج کی آیت نمبر ۶۷ میں ہے کہ ''ہم نے ہر اُمت کے لوگوں کے لیے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے، جس کے مطابق وہ عبادت کرتے ہیں''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک نحر کے دن (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں۔ قیامت کے روز قربانی کا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت حاضر ہوگا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے نہیں پاتا کہ اللہ کے یہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ لہٰذا قربانی دل کی خوشی اور پوری آمادگی سے کیا کرو۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ایک اور حدیث میں آتا ہے: صحابہؓ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسولؐ اللہ یہ قربانی کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ اس میں ہمارے لیے کیا اجروثواب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس عرصۂ قیام میں آپ مسلسل قربانی فرماتے رہے۔ (ترمذی)

● **قربانی کا حکم**: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وسعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے آج کے دن، یعنی بقرعید کے دن ہماری پہلی عبادت نماز اور پھر ذبح کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے ساتھ یہ نماز (یعنی بقرعید کی) پڑھے وہ نماز کے بعد ذبح کرے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت محمدؐ نے عید الاضحیٰ کے دن فرمایا: جس نے عید کی نماز سے پہلے جانور ذبح کرلیا اس کو دوبارہ قربانی کرنی چاہیے اور جس نے نماز کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے ٹھیک مسلمانوں کے طریقے کو پالیا۔

یاد رکھیں! ہر صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے۔ کچھ علمائے کرام نے اسے سنت مؤکدہ سے تعبیر کیا ہے۔ استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے پر آپؐ نے سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے، حتیٰ کہ اس کا عید گاہ کے قریب آنا بھی پسند نہیں فرمایا۔ قربانی درج ذیل چھے شرطوں سے واجب ہوتی ہے: ''مسلمان ہونا، مقیم ہونا، آزاد ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، صاحب نصاب ہونا''۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ فرضیتِ زکوٰۃ اور وجوبِ قربانی کا نصاب ایک ہی ہے۔ حالانکہ دونوں کا نصاب الگ الگ ہے۔ زکوٰۃ کے لیے نصاب پر سال گزر جانا ضروری ہے لیکن قربانی کے لیے سال گزر جانے کی شرط نہیں ہے بلکہ عیدِ قرباں کے وقت صاحبِ نصاب ہونا ضروری ہے۔

● **قربانی کا فلسفہ**: اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام ہی انبیاؑ کی امتوں کو کسی نہ کسی طریقے سے قربانی کرنے کا حکم دیا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ابوالانبیاؑ اور خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر اس بات کا عہد کرتی ہے کہ جس طرح ابوالانبیاؑ ابراہیمؑ نے اپنے لختِ جگر سیدنا اسماعیلؑ کے گلے پر چھری چلا کر اپنے ربّ کو اس بات کا ثبوت فراہم کیا تھا کہ اے ربّ میں تجھے ہی تخلیق کرنے والا، پرورش کرنے والا، ضرورتوں کا خیال رکھنے والا، مالک، پالنہار اور آقا مانتا ہوں۔ ہم بھی اُسی جذبے سے تیرے حکم کو بجالاتے ہیں۔

عید الاضحیٰ آتی ہے تو دنیا بھر میں اہل اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کے نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کے عظیم جذبۂ ایثار وقربانی کی یاد مناتے ہیں۔ اس گھرانے کے ہر فرد نے عملی طور پر ایثار کے پیکر میں ڈھل کر حکم ربانی کے سامنے سر جھکایا۔ اپنے انسانی جذبات کو اللہ کے حکم کی تعمیل میں رکاوٹ نہیں بننے دیا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے ایک مینارۂ نور قائم کیا جو ہر سال مسلمانوں کو جھنجوڑ کر یہ کہتا ہے: دیکھو کہیں فانی دنیا کی فانی راحتوں میں گم نہ ہوجانا بلکہ اپنے رب کی رضا پر سب کچھ لٹا دینا۔ اسی صورت دونوں جہاں کی رحمتوں کو حاصل کرسکو گے۔ یہ بات شعوری طور پر سمجھنے اور سمجھانے کی ہے کہ قربانی کا مقصد

فقط ایک رسم ادا کرنا نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک سہ روزہ تربیتی ورکشاپ ہے جو ہمیں ہر سال تسلیم و رضا، ایثار اور قربانی کے ان جذبات سے آشنا کرواتی ہے جو ایمان کی معراج ہیں۔

- آدابِ فرزندی سے سرشار عظیم باپ کے عظیم بیٹے نے اپنی گردن کسی تردد کے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تنفیذ کے لیے پیش کر دی۔
- ایک ماں نے برسوں کی دعاؤں، التجاؤں اور مناجاتوں کے بعد ملنے والے اپنے نورِ نظر کو بلند حوصلے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔
- ایک عظیم باپ نے کسی تردد کے بغیر پدری جذبات کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان کرتے ہوئے تسلیم و رضا کی بلند ترین حدوں کو چھولیا اور عملی طور پر اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی کوشش فرمائی۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو اپنے خاص لطف و کرم سے نوازنے کے لیے جس امتحان میں ڈالا تھا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نہیں ان کا پورا گھرانا ہی اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو گیا۔

چنانچہ آپؐ نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس عرصۂ قیام میں آپ ہر سال قربانی فرماتے رہے۔(ترمذی)

قربانی دراصل اس تجدیدِ عہد کا نام ہے جس کی طرف قرآن مجید نے یوں ارشاد فرمایا کہ ایک بندۂ مومن اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں ملتمس ہوتا ہے: ''بے شک میری نماز اور میرا حج اور قربانی سمیت سب بندگی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے'' (الانعام۶:۱۶۲)۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو تسلیم و رضا، ایثار اور قربانی کا وہ راستہ دکھایا ہے جو ایمانی، روحانی، معاشی، معاشرتی، سماجی اور اُخروی حوالے سے نفع آفرین ہے۔

ہمارا یہ طرزِ عمل نہیں ہونا چاہیے کہ فقط جانور ذبح کر دیں بلکہ قربانی کو وسیع تناظر میں دیکھتے ہوئے ہمیں قربانی کا درس سارا سال پیش نظر رکھنا چاہئے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکیں۔ قربانی ہمیں درس دیتی ہے کہ

۱- اللہ تعالیٰ نے ہمیں اعلیٰ منصب عطا فرمایا ہے تو وہ منصب اقربا پروری اور ناجائز منفعت حاصل کرنے پر صرف نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو راحت پہنچانے میں صرف کریں۔

نیز خلقِ خدا کی راحت کو اپنی خواہشات پر ترجیح دیں۔

۲- اپنی زبان یا قلم سے کسی ضرورت مند کو نفع نہیں دے سکتے تو اس کی حسرتوں کا خون بھی نہ نچوڑیں بلکہ اپنے اختیارات اور منصب کے ذریعے اس کے تن بدن میں خوشیاں دوڑا دیں۔

۳-قربانی کا حکم آنے پر ہم قربانی کے جانور کا گلا تو کاٹ دیتے ہیں مگر ہم اپنی خواہشات کے گلے پر چھری پھیرنا تو دور کی بات ہے چھری رکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ قربانی درس دیتی ہے کہ اپنی خواہشاتِ نفس کو اللہ کے حکم کے تابع کر دیں۔

۴- ہم قربانی کے عمدہ جانور خریدتے ہیں تو دکھاوے کی دلدل میں الجھ جاتے ہیں یا ان ناداروں کی دل آزاری کا سبب بن جاتے ہیں جو نہ تو قربانی کے لیے کوئی جانور خرید سکتے ہیں اور نہ کوئی صاحبِ ثروت انسان انھیں قربانی کے گوشت میں سے ان کا حصّہ دینا گوارا کرتا ہے۔ لہٰذا یہ قربانی درس دیتی ہے کہ مسلم اُمہ کے ناداروں کی بھوک و پیاس کا خیال رکھیں۔ انھیں اپنے جسم ہی کا ایک حصّہ سمجھیں اور ان کی دادرسی پورے سال کرتے رہیں۔

۵-قربانی ہمیں درسِ اخوت دیتی ہے کہ خاندان اور محلوں میں کسی سے بھی کسی بات پر ناچاقی ہو جانے کی صورت میں اپنی انانیت کے بت کو پاش پاش کر دیں اور اپنی ضد کی قربانی دیں اور ہر کسی کو آگے بڑھ کر گلے لگائیں۔

۶- قربانی ہمیں درسِ اجتماعیت دیتی ہے کہ جیسے پوری مسلم اُمہ تین دن مل کر قربانی کے جانور ذبح کرتی ہے، اسی طرح زندگی کے ہر ہر عمل پر ایک ہونے کا مظاہرہ کرے تاکہ اسلام دشمنوں کو جرأت نہ ہو سکے کہ وہ شعائرِ اسلامی، اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بے حُرمتی تو دور کی بات اُن کا مذاق بھی نہ اُڑا سکیں۔

۷-قربانی ہمیں اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کے نفاذ کا سبق دیتی ہے کہ جس طرح اللہ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ہم نے اس کی راہ میں اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کیا، بالکل اسی طرح زندگی کے ہر شعبے میں اُس ربّ کی کبریائی کو نمایاں کریں۔ اپنے رسم و رواج، اپنی ثقافت، وراثت، معاشرت، معیشت، عدالت، سیاست، داخلی معاملات، خارجی معاملات، خانگی معاملات، غرض ہر جگہ پر اللہ کی کبریائی نظر آئے۔